تبلیغی فارمولے

(از مولوی ابو رضا محمد عبداللہ صاحب صادق گہلنوی متعلم رحمانیہ)

برادران گرامی و ناظرین کرام میں آج ایک ایسی حقیقت کا انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔ جس پر ہماری لاابالی اور غفلت نے ظلمت کا پردہ ڈال دیا ہے۔ جس کو بھولنے سے ہمارا اسلامی خیابان پھلنے پھولنے سے رک گیا ہے۔ جس کو ہماری بے عقلی اور غفلت کے سبب چیل، کوؤں اور اُلوؤں نے اپنا مسکن بنالیا ہے۔ اور اس کا پھل کتر کتر کر ویران کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے یونہی غفلت برتی تو ڈر ہے کہ کہیں یہ ہماری بے توجہی سے فائدہ اٹھا کر اس کی بیخ کنی کے درپے نہ ہو جائیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ شجر اسلام کو تبلیغ کے پانی سے سینچا جائے۔ اور ہر مسلم کو اس کا اصلی تبلیغی شعار سمجھایا جائے اور اس کو یہ بتلادیا جائے کہ تو بھی کبھی اس گلشن کا مالی تھا۔ جس کا یہ نظریہ تھا "ہر ملک ملکِ ما است" یعنی دنیا کا ہر ملک ہمارا ملک ہے ؎

تبلیغ کا لفظی معنی "پہنچانا" ہے۔ اسلامی اصطلاح میں تبلیغ سے مراد اسلام اور دین محمدی کے احکام کو پہنچانا اور لوگوں میں رواج دینا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تبلیغ کرنے سے بظاہر کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ بعض خود غرضوں اور نفس کے بندوں نے اسکو اپنا ذریعہ معاش بنالیا ہے۔ مگر اصل میں یہ اسلام فروشی ہے۔ اور نہ ہی تبلیغ کرنے سے کسی پر احسان یا نام و نمود ہوتا ہے۔ بلکہ خواہ مخواہ طرح طرح کے مصائب اپنے سر لینے پڑتے ہیں۔ اور قسم قسم کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس میں بہت بڑا فائدہ ہے۔ کیونکہ مروی ہے کہ جس شخص کے کہنے پر کوئی اچھا عمل کرے یا کسی انسان نے کسی اچھے یا نیک کام کی بنیاد ڈالی۔ تو اس پر جتنے عمل کریں گے اتنا ہی اجر اس شروع کرنے والے کو ملیگا۔ اور اگر کسی نے غیر مسلم کو مسلمان بنادیا تو اس کا ہر ایک عضو اس کے ہر عضو کے بدلے نار سے بچ جائیگا۔ بہر حال ہمیں تو محض اللہ کی رضامندی کیلئے یہ کام کرنا ہے۔ اور دین قیم کی اشاعت کی خاطر اس کام کو سرانجام دینا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس فریضہ کو بھی ادا کرنا ہے جو ہم پر عائد ہوتا ہے۔ خدا کا فرمان اپنے حبیب کے نام یہ ہے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (مائدہ ع) جو کچھ اللہ کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اس کو لوگوں تک پہنچاؤ۔ اور اس آقائے نامدار کا حکم تمام مسلمانوں کو یہ ہے بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً (حدیث) یعنی میری طرف سے اگر ایک بات بھی پاؤ تو اس کو دوسروں تک پہنچادو۔ گویا کہ ہم حکم خداوندی سے مامور ہیں کہ اس دین ربانی کا پرچار کریں۔ اور چونکہ ہر کام اور فن کے جداگانہ قواعد اور اصول ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان تبلیغی فارمولوں اور قوانین کو سیکھنے کی خاطر قرآن پاک کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ کیونکہ ربانی قوانین کے سامنے انسانی قانون کچھ وقعت نہیں رکھتے۔

اور چونکہ یہ مسلمہ ہے کہ نفس تبلیغ سے بھی اہم چیز تبلیغ کے اصول ہیں۔ اسلئے پہلے تبلیغی قوانین سیکھنے چاہئیں اس کے بعد تبلیغ کرنی چاہیئے۔ فرمان یزدانی ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (پ ۱۴ النحل ع ۲۲) یعنی اے نبی اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور پاکیزہ وعظ کے ساتھ بلاؤ۔ اور بحث کے وقت بہترین طریقہ اختیار کرو

جناب والا۔ دیکھنے کو تو یہ چھوٹی سی آیت نظر آتی ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو کوزے میں دریا کو بھر دیا ہے اس چھوٹی سی آیت میں دعوت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دعوت کو ہی تبلیغ کہتے ہیں اور اس میں تبلیغ کا مقصد بھی بتایا گیا ہے۔ کہ "خدا کی راہ کی طرف" ہو۔ اور تبلیغ کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ تبلیغ بذریعہ حکمۃ اور وعظ حسنہ کے ہونی چاہیئے۔ اور اس کشمکش کا علاج بھی بتا دیا گیا ہے۔ جو اکثر تبلیغ کے وقت ہو جایا کرتی ہے۔ جس کو جدال کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چونکہ جنگ و جدال کے وقت لوگ غصے کے مارے اندھے ہو جاتے ہیں۔ اور دامن تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اسلئے اس کا بہترین علاج یہ بتایا گیا۔ کہ بہتر سے بہتر تدبیر کر کے ایسی کشمکش کو سلجھانا چاہیئے۔ غرضیکہ قرآن نے مختصر سے الفاظ میں تبلیغ کے تمام محکم اصول بیان کر دیئے۔

(۱) تبلیغ کا پہلا فارمولا یہ ہے کہ خلقِ خدا کی ہمدردی تم پر غالب آجائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ تم جو چیز اپنے لئے پسند کرو دوسروں کیلئے بھی وہی بہتر جانو۔ کیونکہ جس دعوت کی ابتدا اور آغاز محبت اور شفقت سے ہوتا ہے اس کا انجام و اختتام نہایت محکم اور پائیدار ہوتا ہے۔ اگر آپ مشاہدے اور اطمینان قلب کی خاطر اس کا رنگین فوٹو دیکھنا چاہتے ہیں تو اس حدیث میں غور فرمائیے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ (اپنے عملوں کے ذریعہ) پروانوں کی طرح دوزخ میں گر رہے ہیں اور میں ان کی کمر پکڑ پکڑ کر دور ہٹا رہا ہوں۔ اس خیر خواہی و محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنے قرابت داروں کو نصیحت کی اور صحابہ کرامؓ نے سب سے پہلے اسلام کا تحفہ اپنے رشتہ داروں کو دیا۔ کیونکہ ان کو یہ کب گوارہ تھا کہ ان کے دودھ اور خون سے تعلق رکھنے والے آگ میں جلیں۔

جناب عالی یہ قانون کوئی نیا تراشیدہ اور منگھڑت قانون نہیں ہے بلکہ قرآن پاک سے اور فرعون کے قصے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیا بھی اس قاعدے پر عمل کرتے رہے۔ لکھا ہے۔ اِذْھَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی (طٰہٰ ع ۲) سبحان اللہ غور فرمائیے۔ ایک طرف فرعون ہے جو اپنی فرعونیت میں چور ہے۔ غرور نخوت کا بھوت اس کے سر پر سوار ہے۔ اور دوسری طرف اللہ کے دو برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ ان کو حکم یہ فرمایا جا رہا ہے۔ کہ دیکھو فرعون سرکش ہو گیا ہے میری خدائی سے انحراف کر کے خود خدا بن بیٹھا ہے۔ تم اس کی طرف جاؤ۔ مگر یاد رکھنا اس کے ساتھ نہایت نرم دلی اور محبت سے پیش آنا۔ شاید کہ ہوش میں آئے۔ اور کچھ سمجھ جائے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ سب جانتے تھے کہ وہ کبھی نہیں مانیگا۔ مگر اتمام حجت کیلئے اور ہم کو سبق دینے کیلئے ایسا فرمایا۔ قربان جائیے ایسی تعلیم پر جو باغیوں اور سرکشوں کے ساتھ بھی محبت

اور نرمی کے ساتھ برتاؤ کرنے کا سبق دیتی ہو۔ پس سمجھ لیجئے کہ محبت ہی ایک ایسا جادو ہے جس سے دنیا رام ہوتی ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ یہ جوہر اور یہ گراں بہا چیز ہم سے مفقود ہے۔ نرم مزاجی کی بجائے ہم میں تند خوئی پائی جاتی ہے تھوڑے سے اختلاف پر ہم ایک دوسرے سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ ذرا سے فروعی اختلاف میں ہم ایک دوسرے سے حسد و بغض اور کینہ رکھنے لگ جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ دیکھنے والی آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ہم بڑے گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرتے ہیں۔ مگر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وجہ ظاہر ہے۔ چونکہ ہماری تقریریں محض زبانی جمع خرچ ہیں نہ دل سے نکلتی ہیں نہ دل پر اثر کرتی ہیں۔ لیکن اگر اقبال مرحوم کے قول ؏ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ کو اپنا شعار بنائیں تو ہماری تقریریں بڑی موثر ثابت ہونگی اور یہ ہماری چیخ و پکار رائیگاں نہ جائیگی۔

(۲) تبلیغ کا دوسرا فارمولا ہمارا ذاتی عمل ہے۔ یعنی ہمیں چاہئے کہ جو کچھ ہم کہیں پہلے خود اس پر عمل کر کے دنیا کے سامنے ایک ایسا نمونہ پیش کریں جو یہ ظاہر کرتا ہو کہ جس دین پر یہ شخص یقین رکھتا ہے وہ دین واقعی اپنے اندر ایک صداقت اور جاذبیت رکھتا ہے۔ اور اگر ہمارا عمل ہی اس کے خلاف ہوا تو اثر کیا خاک ہوگا۔ مخالف تو یہی کہینگے ؏ خود را فضیحت و دیگراں نصیحت ✣

(۳) تبلیغ کا تیسرا فارمولا اپنے اخلاق اور چال چلن کو درست کرنا ہے۔ چنانچہ جناب رسول پاک کا اخلاق اور حسن برتاؤ ملاحظہ فرمائیے۔ جس کا کمال اس کے نتیجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ آپ کا اخلاق ہی تو تھا۔ جو بدترین خلائق کو ائمہ اور صالحین کی طرف کھینچ لاتا تھا۔ اور آپ کی خوش اخلاقی ہی کا تو یہ نتیجہ تھا کہ مخالف سے مخالف بھی مطیع اور فرمانبردار بن جاتے تھے خوش اخلاقی اور حکمت عملی کے اندر یہ بھی داخل ہے کہ پہلے انسان اپنے دل کو تبلیغ کرے۔ اس میں بلند حوصلگی پیدا کرے۔ اسے حق کی راہ میں طعن و تشنیع سننے کا عادی بنائے۔ اور ہر بات پر نکتہ چینی کرنے لڑنے جھگڑنے گالی گلوچ دینے اور کافر کہنے نہ لگ جائے۔ حتی الوسع چشم پوشی اور عفو سے کام لے۔ ہر بات کہنے کا موقع نظر میں رکھے۔ تب جا کر انسان ایک کامیاب مبلغ بن سکتا ہے ✣

(۴) تبلیغ کا چوتھا فارمولا یہ ہے کہ اس کو آہستہ آہستہ شروع کیا جائے یعنی انسان پہلے اپنے رشتہ داروں کو رشد و ہدایت کی طرف بلائے۔ پھر اپنے پڑوسیوں کو وعظ و نصیحت کرے۔ پھر جگہ جگہ ادارے قائم کرے اور تمام جہان میں حق پہنچانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اسی پالیسی کو قرآن پاک نے اس اسلوب میں پیش کیا ہے۔ اولاً حکم یہ ہوتا ہے وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (شعراء ع) یعنی اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔ اس کے بعد لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا (انعام ع) کا ارشاد ہوا۔ یعنی تاکہ تم ڈراؤ مکہ اور اس کے اردگرد والوں کو۔ اور پھر فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (الآیۃ سباع)

یعنی ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

(۵) پانچویں بات یہ ہے کہ جلد بازی بھی نہ کرنی چاہئے۔ دیکھئے ابتدائے اسلام ہی سے شراب اور سود کے احکام نہیں سنائے گئے۔ روزہ اور زکوٰۃ کے احکام بھی تقریباً نبوت کے ۱۴ سال بعد سنائے گئے تھے۔ یعنی پہلے طبیعتوں کو مانوس